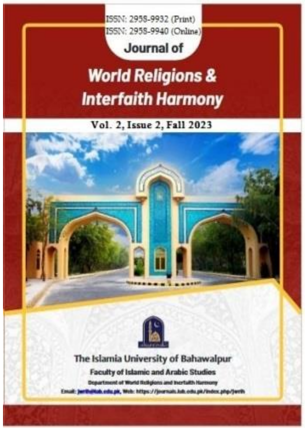

Journal of World Religions and Interfaith
ISSN: 2958-9932 (Print), 2958-9940 (Online)
Vol. 2, Issue 2, Fall 2023, PP. 18-37
HEC:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089593#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/issue/view/145
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/2085
DOI: https://doi.org/10.52461/jwrih.v2i2.2085
Publisher: Department of World Religions and Interfaith Harmony, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title Guidance from the Seerah of Prophet (Peace be upon Him) in interfaith economic relations: A Research Study

Author (s): Dr. Syed Muhammad Tahir Shah
Post Doctorate Fellow, IRI, IIU Islamabad.
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt. Graduate College S. Town Rawalpindi.

Received on: 25 August, 2023
Accepted on: 15 December, 2023
Published on: 31 December, 2023

Citation: Dr. Syed Muhammad Tahir Shah. 2023. “Guidance from the Seerah of Prophet (Peace Be Upon Him) in Interfaith Economic Relations: A Research Study”. *Journal of World Religions and Interfaith Harmony* 2 (2):18-37. https://doi.org/10.52461/jwrih.v2i2.2085.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Journal of World Religions and Interfaith Harmony by the Department of World Religions and Interfaith Harmony is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

بین المذاہب معاشی تعلقات میں سیرت النبی ﷺ سے راہنمائی: ایک تحقیقی مطالعہ

Guidance from the Seerah of Prophet (Peace be upon Him) in interfaith economic relations: A Research Study

Dr. Syed Muhammad Tahir Shah
Post Doctorate Fellow, IRI, IIU Islamabad.
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt. Graduate College S. Town Rawalpindi. Email: smtahirshah2@gmail.com

Abstract

Islam being a universal and eternal religion specifies and elaborates every kind of basic rights to the whole humanity and promotes interfaith good relations among the followers of different religions. One of these interfaith relations is economic and financial relation. Prophet of Islam, Hazrat Muhammad (Peace Be upon Him) who was the Prophet for the whole humanity, presented his teachings and practical examples to ensure and make practicable all these interfaith rights and relations including economic relations irrespective of religion and race.

In this article it is focused on different aspects of interfaith economic relations, such as trade, use of markets, business, exchanging of gifts and loans, protection of assets, financial help and aid, right of ownership for the followers of other religions, in the light of the noble examples and teachings of the Seerah of Prophet Muhammad (PBUH).

Keywords: Interfaith, Economic, Religious Relations, Seerah, trade.

تعارف

اسلام ایک عالمگیر اور دائمی دین ہے اس وجہ سے تمام انسانیت اس کی مخاطب ہے۔ تمام خلق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور اس کی فلاح اور بھلائی اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو دنیا کے تمام انسانوں کے لیے آخری نبی کے طور پر مبعوث فرمایا۔ اس لیے تمام لوگوں کو آپ ﷺ کی امت کہا گیا تاہم آپ ﷺ کی دعوت کو مان لینے والوں کو امت اجابت جبکہ بقیہ کو امت دعوت قرار دیا گیا۔ پھر اس امت دعوت کو مزید دو اقسام، اہل ملت (اہل کتاب) اور غیر اہل ملت، میں تقسیم کر کے ان دونوں قسم کے غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کی نوعیتیں، تحدیدات، اساسیات، الگ الگ احکام اور مراتب بیان کیے گئے۔ چنانچہ غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کی اقسام میں سے مواسات اور مدارات کو تو جائز اور مستحسن قرار دیا اور اس کی ترغیب دی، تاہم بوجوہ صرف موالات (قلبی محبت یا دلی دوستی) کی ممانعت کی گئی۔ یوں گویا مذاہب کا اختلاف اور تنوع ، سوائے چند ناگزیر پہلوؤں کے، اسلام کے رویے اور ادائیگی حقوق میں کسی تفریق کا سبب نہیں بنتا۔

اسی لیے اسلامی تعلیمات اور سیرت النبی ﷺ میں بین المذاہب تعلقات اور حقوق کو تفصیلاً بیان اور واضح کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں دیگر مذاہب کے افراد سے جن شعبوں میں تعلقات استوار کرنے کی اجازت اور ترغیب دی گئی ہے ان میں سے ایک پہلو معاشی تعلقات کا بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ، طرز عمل اور فرامین سے بین المذاہب معاشی تعلقات کی باقاعدہ تعلیمات اور بے شمار عملی مثالیں ملتی ہیں جو دور حاضر میں اس سلسلہ میں مشعل راہ بن سکتی ہیں۔ زیر نظر مضمون میں ان بین المذاہب معاشی تعلقات کے چند پہلوؤں کو سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔

مقصدِ تحقیق

اگرچہ ہر دور میں غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کی مختلف نوعیتوں اور پہلوؤں پر بشمول معاشی پہلو کے، بات ہوتی رہی ہے۔ تاہم دور حاضر میں بین المذاہب تعلقات کے معاشی پہلو پر بات کرنے کی ضرورت اس لیے بھی پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے کہ آج کے دور میں زیادہ تر کاروبار اور تجارت عالمی سطح پر انٹرنیٹ کے ذریعے شروع ہو گئی ہے۔ اسی طرح درآمدات اور برآمدات کے لیے ممالک کو ایک دوسرے کے ساتھ تجارتی روابط اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں مختلف المذاہب لوگ مارکیٹ کے مالک یا نمائندے ہوتے ہیں جن کے ساتھ کاروبار کرنے اور شراکت و تجارت کے بارے میں مسلمانوں کے ذہنوں میں کئی سوالات اٹھتے ہیں۔ ایسے ہی عالمی سطح پر غیر مسلموں کا مسلمانوں کے ساتھ کئی مواقع پر امتیازی

معاشی سلوک اور استحصالی رویہ دراصل ان کی غیر مسلموں کے ساتھ معاشی تعلقات کے بارے میں اسلامی تعلیمات اور اس سلسلہ میں مسلمانوں کی تاریخ سے لاعلمی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ زیر نظر تحقیقی مضمون میں انہیں سوالوں کے جوابات اور وضاحت اور ان سے متعلق آگاہی سیرت النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی روشنی میں تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بین المذاہب تعلقات کی اسلامی بنیادیں

موضوع تحقیق پر تفصیلاً روشنی ڈالنے سے قبل یہ تمہید پہلو جاننا ضروری ہے کہ بین المذاہب تعلقات کی اسلامی بنیادیں کون سی ہیں؟ اس سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ انسانوں کے باہمی تعلقات کی اہمیت تو اپنی جگہ مسلمہ ہے لیکن یہ اہمیت اس وقت اور زیادہ ہو جاتی ہے جب کہ سماج میں مختلف عقائد و مذاہب اور افکار و نظریات کے حامل افراد ایک ساتھ رہتے ہوں اور ان کی تہذیب و معاشرت اور طرز زندگی ایک دوسرے سے مختلف ہو۔ اور فی زمانہ جبکہ دنیا کے فاصلے بہت زیادہ سمٹ گئے ہیں اور مختلف المذاہب افراد کے باہم روابط وانحصارات اور زیادہ ہو گئے ہیں۔

ایسی صورتحال میں دوسرے مذاہب کے حاملین کے باہمی تعلقات میں حسن وخوبی اور کمال بحال رکھنا اہمیت کے ساتھ ساتھ یقیناً ایک کٹھن امر بھی ہے لیکن اسلام کے عظیم پیغام اور شاندار تعلیمات کی بدولت یہ مشکل معاملہ اس قدر خوبصورتی سے حل کیا گیا ہے کہ اس جیسی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ قرآن مجید میں اس سلسلہ میں مسلمانوں کو تعلیم دیتے ہوئے غیر مسلموں کی باقاعدہ درجہ بندی کی گئی ہے اور ایسے غیر مسلموں کی علیحدہ سے نشاندہی کی گئی ہے جن سے بھلائی اور انصاف لازم قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

> "لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ"[1]
>
> (یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے منع نہیں فرماتا جن لوگوں نے تمہارے ساتھ دین کے بارے میں لڑائی نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں نکالا ، بے شک اللہ تو انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)۔

گویا اس آیت مبارکہ میں لڑائی کرنے والے غیر مسلموں کے علاوہ کے ساتھ ہر طرح سے حسن معاشرت کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ انہوں نے اس معاملہ میں شعوری طور پر اور پورے انصاف کے ساتھ اس

---

[1] ۔ المتحنہ 8:60

بات کا خیال رکھا کہ ایسے غیر مسلموں سے کبھی تعارض نہیں کیا جو مسلمانوں کے ساتھ بر سرپیکار نہیں ہوئے یا ان کے ساتھ دین کے معاملے میں نہیں لڑے۔ بلکہ ایسے غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں نے ہمیشہ خوش خلقی، رواداری، حسن معاشرت اور انصاف والا سلوک رکھا ہے۔ قرآن مجید کا مدعا بھی یہی ہے اور یہی پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات اور سیرت طیبہ کی راہنمائی ہے۔ اسلامی تعلیمات ایسی نہیں ہیں کہ اگر غیر مسلموں کی ایک قوم یا ایک گروہ مسلمانوں سے جنگ کرتا ہے یا بر سرپیکار ہے تو اس کی پاداش میں تمام غیر مسلموں کو بلا تمیز ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہوئے ان سے بھی عداوت اور مخاصمت کے مظاہرے شروع کر دیے جائیں۔ بلکہ ایسا کرنے کو اسلام نے ناانصافی اور ظلم قرار دیا ہے۔

اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کا یہ رویہ آج کی غیر مسلم طاقتوں کے لیے ایک عمدہ مثال بن سکتی ہے جب وہ چند گروہوں کی کاروائیوں کی وجہ سے تمام مسلمانوں کے لیے عرصہ حیات تنگ کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اسلاموفوبیا کا شکار ہو کر مسلمانوں کے خلاف اقدامات کرتے اور ان کے ساتھ ظلم و ناانصافیاں کرتے ہیں۔

اسلام کا دیگر مذاہب والوں کے ساتھ تعاون اور عدم تعاون کا یہی اصول اور ضابطہ ہے کہ ان کے ساتھ ایسے معاملات جن کا تعلق مشترک سماجی و ملکی مسائل سے ہو نیز جن میں اشتراک و تعاون میں شرعی نقطۂ نظر سے کوئی قباحت و ممانعت بھی نہ ہو ان میں ان کے ساتھ اچھے تعلقات استوار کیے جائیں۔ اس مقصد کے لیے آپ ﷺ نے بین المذاہب تعلقات کی باقاعدہ اساسیات اور بنیادیں واضح فرمائیں۔

چنانچہ اسلام کی عالمگیریت کا پیغام بین المذاہب تعلقات کی اولین اساس ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ جس دین کا خطاب دنیا کے تمام انسانوں اور ان کے تمام طبقات سے ہو اور وہ سارے عالم کی فلاح و نجات کا خواہاں ہو تو وہ کسی طبقہ سے نفرت اور عداوت کا سبق نہیں دے سکتا ورنہ اس کا خطاب محدود ہو کر رہ جائے گا۔ اسی عالمگیر اور آفاقی دین کی حیثیت سے اسلام تمام بنی نوع انسان کو انسانی بنیادوں پر اہمیت دیتے ہوئے ان کے حقوق اور ان کے ساتھ تعلقات کا تعین کرتا ہے۔ اس کے علاوہ جبر و اکراہ کی ممانعت، احترام و شرف انسانیت، عدل و انصاف، امن اور بقاء باہمی، تعاون اور امداد باہمی، ایفائے عہد و معاہدہ اور اخلاقیات و قانون وہ اسلامی بنیادیں ہیں جن پر بین المذاہب تعلقات کی عمارت قائم ہے۔

بین المذاہب معاشی تعلقات میں سیرت النبی ﷺ سے راہنمائی

اسلامی تعلیمات میں مسلمانوں کو دیگر مذاہب کے حامل افراد کے ساتھ جن پہلوؤں سے اچھے تعلقات استوار کرنے کی باقاعدہ ترغیب دی گئی ہے ان میں سے ایک شعبہ معاشی تعلقات کا بھی ہے۔ معاشیات میں ہر قسم کے مالی معاملات سے متعلقہ امور شامل ہوتے ہیں اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے بین المذاہب معاشی تعلقات کے ان تمام پہلوؤں سے متعلق راہنمائی میسر آتی ہے۔ اس سلسلہ میں سیرت النبی ﷺ سے ملنے والی مثالوں اور راہنمائی کو ذیل میں چند نکات کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے۔

1۔ غیر مسلموں سے تجارتی تعلقات اور سیرت النبی ﷺ

معیشت میں کاروبار اور تجارت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اسلام نے کاروبار اور تجارت کے اپنے باقاعدہ اور تفصیلی قواعد وضوابط اور اصول متعین کر کے بیان کیے ہیں۔ ان میں غیر مسلموں کے ساتھ تجارت کی ممنوعہ اور جائز دونوں صورتیں بھی الگ الگ تفصیل سے بیان کر دی ہیں۔ چنانچہ مسلمان کا غیر مسلموں کے ساتھ ایسی تمام چیزوں کا کاروبار کرنا یا لین دین اور اس جیسے دیگر محرکات کو حرام قرار دیا گیا ہے جو اسلام کی رو سے حرام یا ناپاک ہیں، اگرچہ غیر مسلموں کے نزدیک وہ چیزیں جائز ہی کیوں نہ ہوں جیسا کہ شراب یا خنزیر اور اس کے تمام اجزاء جسمانی یا اس جیسی دیگر اشیاء وغیرہ۔ اور وہ براہ راست ہی نہیں بالواسطہ بھی اس کاروبار یا لین دین میں شریک نہیں ہو سکتا[2]۔ اس کے علاوہ غیر مسلموں سے تجارتی تعلقات، لین دین اور کاروبار کی سیرت النبی ﷺ سے کئی مثالیں ملتی ہیں ذیل میں ان کو چند پہلوؤں میں بیان کیا جاتا ہے۔

الف۔ نبی پاک ﷺ کی غیر مسلموں سے خرید و فروخت اور تجارت

آپ ﷺ کے عمل سے غیر مسلموں سے خرید و فروخت کی کئی مثالیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب کے حاملین سے بیع شراء جائز ہے اور سنت سے ثابت ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ، وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ"[3]

---

[2]۔ مولانا سید جلال الدین عمری، غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق، (دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، 2007ء)، 107

[3]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبد الله امام، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب شراء النبی ﷺ بالنسیئة (دارطوق النجاة، 1422ھ)، رقم الحدیث 2068

(یعنی نبی پاک ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مدت کے لیے غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی لوہے کی ذرہ رہن رکھی)۔ اس حدیث اور آپ ﷺ کے عمل کو نقل کرنے کے بعد ابن دقیق العید لکھتے ہیں:

"دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ مُعَامَلَةِ الْكُفَّارِ، وَعَدَمِ اعْتِبَارِ الْفَسَادِ فِي مُعَامَلَاتِهِمْ"[4]

(یعنی یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ کفار سے معاملہ کرنا جائز ہے اور اس میں ان کے آپس کے معاملات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا)۔

اسی طرح حضرت عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک مشرک جو پراگندہ بال اور دراز قد تھا، کچھ بکریاں لے کر پہنچا، آپ ﷺ نے اس سے سوال کیا کہ: " بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً ؟یعنی یہ بکریاں فروخت کے لیے ہیں یا تحفہ ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ فروخت کے لیے ہیں۔ پس آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خرید لی"[5]۔

مذکورہ بالا دونوں روایات میں ایک یہودی اور ایک مشرک سے خرید و فروخت کا معاملہ خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے جو کہ بین المذاہب معاشی تعلقات کی اسلامی پالیسی کو واضح کرنے کی بہترین مثالیں ہیں۔

ب۔ غیر مسلموں کے کاروباری حقوق کا تعین

اسلامی تعلیمات میں غیر مسلموں کے کاروباری حقوق کو متعین کیا گیا ہے۔ فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ میں غیر مسلموں کے حقوق کو ان الفاظ میں واضح کیا گیا ہے:

"وأهل الذمة في البياعات كالمسلمين... لأنهم مكلفون محتاجون كالمسلمين"[6]

یعنی اہل ذمہ کے کاروباری حقوق اسی طرح ہیں جیسے مسلمانوں کے، کونکہ وہ بھی مسلمانوں کی طرح اس کے مکلف و محتاج ہیں۔

---

[4]۔العيد، ابن دقيق، احكام الاحكام شرح عمدة الاحكام، كتاب البيوع، باب الرهن(مطبع السنة المحمديه)، ج2، ص 185، رقم الحديث 281

[5]۔ البخارى، الجامع الصحيح ، كتاب البيوع، باب البيع والشراء مع المشركين وا هل الحرب، رقم الحديث 2216

[6]۔ المرغینانی، برہان الدین، علی بن ابو بکر، الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی،(بیروت لبنان:دار الکتب العلمیہ بیروت) کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج3، ص78

اس کی دلیل میں صاحب ہدایہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک نقل فرمایا جو آپ ﷺ نے اہل طائف کے ساتھ صلح کی شرائط میں اپنے معاہدہ نامہ میں لکھ کر بھیجا جبکہ وہ سود لینے کو جاری رکھنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے مکتوب کے آخر میں ان کو سود لینے اور دینے کی ممانعت کے ساتھ یہ تحریر فرمایا:

"أَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ، وَأَنَّ عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ"[7]

(یعنی ان (اہل ذمہ) کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو ہیں اور ان پر وہ تمام پابندیاں عائد ہوں گی جو مسلمانوں پر عائد ہیں)۔

البتہ ہدایہ میں "**إلا في الخمر والخنزير خاصة**"[8] کے الفاظ کے ساتھ شراب اور خنزیر کا استثناء کیا گیا ہے۔

اس کی روشنی میں مولانا جلال الدین عمریؒ لکھتے ہیں کہ:

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی ریاست کے اندر ذمی کوئی سودی کاروبار نہیں کرسکتے۔ اس لیے کہ اسلام کے نزدیک سود اور اس کی تمام شکلیں ناجائز ہیں البتہ خنزیر اور شراب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ذمی ان کو استعمال بھی کرسکتے ہیں اور آپس میں ان کی تجارت بھی کرسکتے ہیں"[9]۔

اسی طرح اہل الذمہ کو کاروبار میں شریک کرنے یا ان کے ساتھ کاروبار میں شریک ہونے کی اجازت اور جواز بھی رسول اللہ ﷺ کے

اقوال و افعال سے واضح طور پر ملتا ہے۔ اس کی دلیل بخاری کی یہ روایت ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ اليَهُودَ، أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا"[10]۔

[7]۔ الموصلی، ابویعلیٰ، احمد بن علی، مسند ابی یعلیٰ، (دمشق: دار المامون للتراث، 1404ھ)، رقم الحدیث 2668

[8]۔ المرغینانی، نفس المصدر، ج3، ص78

[9]۔ عمری، سید جلال الدین، نفس المصدر، ص111،110

[10]۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الشرکۃ، باب مشارکۃ الذمی والمشرکین فی المزارعۃ، رقم الحدیث 2499

(یعنی رسول اللہ ﷺ نے خیبر (کی فتح کے بعد) یہود کو اس شرط کے ساتھ مقبوضہ زمین پر کاشت کی اجازت دی کہ انہیں پیداوار کا نصف ملے گا)۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جب کھیتی باڑی اور کاشتکاری میں شرکت جائز ہے تو دوسرے معاملات میں بھی اگر کاروبار ناجائز نہ ہو تو غیر مسلم اور مسلم کے درمیان شرکت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

اسی طرح کمائی کے لیے غیر مسلموں کے ہاں مزدوری وغیرہ کر کے اجرت حاصل کرنے کی اجازت فراہم کی گئی۔ آپ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ پر فاقہ کی کیفیت آگئی۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو وہ کسی کام کی تلاش میں نکلے تاکہ اس کی کمائی سے آپ ﷺ کے لیے کھانے کا کوئی سامان کر سکیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ ایک یہودی کے باغ میں پہنچے۔ اس کی سینچائی کر کے سترہ ڈول کھینچے اور ہر ڈول پر ایک عمدہ کھجور ملی۔ وہ اسے لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے[11]۔

یہ روایت غیر مسلموں کے ہاں کام کرنے کی اجازت کی دلیل ہے۔ اس کے علاوہ دیگر ممالک کی بنی ہوئی اشیاء تجارت کو خریدا اور استعمال کیا گیا۔ درج بالا اجازتیں اور تعلقات کی نوعیتیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ اسلام دیگر مذاہب کے حاملین کے ساتھ پر امن بقاء باہمی کے لیے انسانی و سماجی بنیادوں پر اچھے اور خوشگوار تجارتی تعلقات کا داعی و خواہاں ہے۔

2۔ غیر مسلموں کے ساتھ قرضوں اور تحائف کا لین دین

معیشت کے مختلف پہلوؤں میں قرضے اور تحائف بھی شامل ہوتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں غیر مسلموں سے ان کے لین دین کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ لین دین انفرادی بھی ہو سکتا ہے اور اجتماعی یا حکومتی سطح پر بھی۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہودیوں سے قرضوں کا لین دین کیا کرتے تھے۔ چنانچہ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ:

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے اس شرط پر کھجوریں قرض لیا کرتے تھے کہ ان کے باغ میں پھل آنے پر وہ اس قرض کو لوٹا دیں گے۔ ایک سال ایسا ہوا کہ ان کے باغ میں پھل نہ آیا، انہوں نے یہودی سے اگلے سال کی مہلت مانگی لیکن یہودی نے نہ مانا۔ نبی کریم ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ حضرت جابر

---

[11]۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الرہون، باب الرجل یستقی کل دلو بتمرۃ ویشترط جلدۃ، رقم الحدیث 2446

رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہودی کے باغ میں تشریف لے گئے اور اس کو مہلت دینے کا فرماتے رہے لیکن وہ مہلت نہ دینے پر ہی مصر رہا، آخر کار رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ کھجوریں توڑو اور اس کا قرض ادا کرو۔ انہوں نے کھجوریں توڑیں اور اس کا قرض ادا کیا اور معجزانہ طور پر قرض ادا کرنے کے بعد بھی کھجوریں بچ گئیں"[12]۔

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب غیر مسلموں سے قرضوں کا لین دین کیا کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں:

"ایک یہودی ربی (عالم) زید بن سعنۃ کے بارے میں آتا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے آکر اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ بڑے گستاخانہ انداز میں کیا حالانکہ اس کی مدت کی تکمیل میں ابھی تین دن باقی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹا تو آپ ﷺ نے منع فرمادیا اور اس کو اس کے حق سے زائد تیس صاع کھجوریں ادا کرنے کا حکم فرمادیا"[13]۔

ان روایات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ غیر مسلموں سے بوقت ضرورت قرض کا لین دین کر لیا کرتے تھے اس لیے اس کا جواز سیرت النبی ﷺ سے ملتا ہے۔ لیکن اس میں ایک احتیاط ملحوظ رکھنا لازم ہے کہ یہ صرف بقدر ضرورت ہو یا بحالت اضطرار یا مجبوری ہو بلا وجہ صرف تعیشات کے لیے نہ ہوں۔ مولانا مودودیؒ غیر مسلم ممالک سے قرض وغیرہ کے حصول کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

"اسلامی حکومت نے کسی دور میں بھی غیر مسلم ممالک سے قطع تعلق کی پالیسی اختیار نہیں کی اور نہ آج کرے گی لیکن قرض کے معنی قرض مانگتے پھرنے کے نہیں ہیں اور وہ بھی ان کی شرائط پر۔۔۔ اور بالفرض اگر ہمیں بیرونی قوموں سے سود پر قرض لینے کی ناگزیر صورت پیش آ ہی جائے، یعنی ہمیں اپنی ضرورت کو پورا کرنا بھی لازم ہے اور اس کے لیے ملک میں سرمایا بھی نہ مل سکے، تو مجبوراً دوسروں سے سود پر قرض لیا جاسکتا ہے لیکن ملک کے اندر سودی لین دین جاری رکھنے کا پھر بھی کوئی جواز نہیں"[14]

---

[12]۔ البخاری، امام، صحیح البخاری، کتاب الاطعمۃ، باب الرطب والتمر، رقم الحدیث 5443

[13]۔ الحاکم، ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 1990ء)، رقم الحدیث 2237

[14]۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، معاشیات اسلام، مرتب پروفیسر خورشید احمد، (لاہور، اسلامک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، 2013ء) ص 243، 244

تحائف و ہدایا مال و اسباب کی منفعت و اضافے کا باعث ہوتے ہیں اور ان کا معیشت کی بہتری میں کافی کردار ہوتا ہے۔ بین المذاہب معاشی تعلقات کے اس پہلو کی بھی سیرت النبی ﷺ سے مثالیں ملتی ہیں اور احادیث میں آپ ﷺ کا غیر مسلموں کو تحائف دینا اور ان سے تحفے قبول کرنے کا ثبوت موجود ہے۔ چنانچہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ كِسْرَى أَهْدَى لَهُ، فَقَبِلَ، وَأَنَّ المُلُوكَ أَهْدَوْا إِلَيْهِ، فَقَبِلَ مِنْهُمْ"[15]

(یعنی کسریٰ (بادشاہ ایران) نے آپ ﷺ کو ہدیہ پیش کیا، پس آپ ﷺ نے اسے قبول کیا، اور دیگر کئی بادشاہوں نے بھی آپ ﷺ کو ہدایا دیے اور انہیں آپ ﷺ نے قبول فرمایا)۔

اسی طرح اہل نجران سید الغسانی کی سربراہی میں آپ ﷺ کی خدمت میں تحائف لے حاضر ہوئے آپ ﷺ نے وہ تحائف قبول فرمائے اور اہل نجران کو ایک امان نامہ لکھوا کر عطا فرمایا[16]۔

3۔ غیر مسلموں کی مارکیٹ اور بازار کا استعمال

غیر مسلموں سے کاروبار، تجارت اور لین دین سیرت طیبہ سے ثابت ہے تو ان کی مارکیٹ اور بازاروں کو استعمال کرنا بھی لا محالہ اسی ضمن میں تصور کیا جائے گا۔ سیرت النبی ﷺ سے بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں کہ آپ ﷺ نے خود اور آپ ﷺ کے اصحاب نے آپ ﷺ کی موجودگی میں ان کے بازاروں اور مارکیٹوں کا استعمال کیا۔ جیسا کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب ہجرت کے بعد حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے بھائی بن گئے اور انہوں نے اپنے آدھا مال ان کو دینے کے پیشکش کی تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے صرف بازار کا راستہ پوچھا جس پر انہوں نے آپ کو مدینہ کے یہودیوں کے ایک بازار قینقاع کا پتہ بتا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بازار میں تجارت شروع کی اور جلد ہی بہت مالدار ہو گئے اور ایک انصاریہ عورت سے نکاح کر لیا جس کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ولیمہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا[17]۔ اس مثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کی مارکیٹ یا بازار کو تجارت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

---

[15]۔ الترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی قبول ھدایا المشرکین، رقم الحدیث 1576

[16]۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، مجموعہ الوسائق السیاسیۃ للعھد النبی ﷺ والخلافۃ الراشدۃ، (بیروت: دار النفائس، 1407ھ)، ص 180، 181

[17]۔ البخاری، امام، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، رقم الحدیث 2048

عصر حاضر میں زیادہ تر تجارت اور کاروبار عالمی سطح پر انٹرنیٹ کے ذریعے آن لائن خریداری کے بازاروں اور نظاموں میں شروع ہو گیا ہے۔ جیسا کہ علی بابا، ایمازون، دراز اور ان جیسے بے شمار دیگر نام جن میں مختلف المذاہب لوگ ان مارکیٹوں کے مالک یا نمائندے ہوتے ہیں۔ اسی طرح درآمد و برآمد کے لیے مختلف ممالک میں موجود کمپنیوں کے غیر مسلم مالکان ہوتے ہیں۔ ان دونوں اقسام کے کاروباری افراد کے ساتھ کاروبار کرنے اور ان کی کمپنیوں میں شراکت و تجارت کے بارے میں اکثر سوالات کیے جاتے ہیں۔ سیرت النبی ﷺ کی اس طرح کی مثالیں اس سلسلہ میں بہترین راہنمائی کرتی ہیں۔

4۔ غیر مسلموں پر انفاق اور ان کی مالی معاونت کے تعلقات

مالی حالت کی کمزوری کا سامنا مسلمان اور غیر مسلم دونوں کو کرنا پڑ سکتا ہے۔ جس کو دور کرنے کے لیے اسلام نے صاحب ثروت افراد اور حکام کو یہ فریضہ سونپا ہے کہ وہ ان مفلوک الحال لوگوں کی دیکھ بھال کریں اور ان کی مالی حالت اور معیشت کو سہارا دینے کے لیے ان پر انفاق کریں تاکہ معاشرے میں معاشرتی تفاوت میں کسی حد تک کمی آسکے۔ اور اسلام کی یہ ترغیب صرف مسلمانوں کے حق میں نہیں دی گئی بلکہ اس مالی حسن سلوک اور معاونت کا اطلاق غیر مسلموں پر بھی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

" وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ"[18]

(اور تم جو بھی مال خرچ کرو کے وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائے گا) کے نزول کے بعد غیر مسلموں کے ناداروں، کمزوروں، بوڑھوں اور ضعیفوں کی مالی معاونت کرنے کی تلقین یوں ارشاد فرمائی:

"تَصَدَّقُوا عَلَى أَهْلِ الْأَدْيَانِ"[19]

(یعنی تمام اہل مذاہب پر صدقات و خیرات کیا کرو)۔ حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقْسِمُ فِي أَهْلِ الذِّمَّةِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْخُمُسِ"[20]

---

[18]۔ البقرۃ:272:2

[19]۔ ابن ابی شیبۃ، المصنف، کتاب الزکوۃ، باب ما قالوا فی الصدقۃ فی غیر اہل الاسلام، رقم الحدیث 10398

[20]۔ ابن ابی شیبۃ، نفس المصدر، رقم الحدیث 10409

(یعنی رسول اللہ ﷺ ذمیوں میں صدقات اور خمس تقسیم فرمایا کرتے تھے)۔ آپ ﷺ چونکہ رحمۃ للعالمین تھے اس لیے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی اتباع میں مسلمانوں کا یہ طرز عمل خالص انسانی بنیادوں پر استوار شدہ تھا کیونکہ انسان خواہ غیر مسلم ہی ہو ہر قسم کے انسانی حقوق اس کو بھی حاصل ہیں اور اسلام نے ان کے جملہ حقوق کا مکمل خیال رکھا ہے۔

5۔ غیر مسلم کے مال و جائیداد اور ذرائع معیشت کا تحفظ اور سیرت النبی ﷺ

معیشت میں مال کمانے کے ساتھ ساتھ مال اور ذرائع معیشت کا تحفظ بھی بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت و تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے مال و اسباب کی حفاظت کی سخت تاکید فرمائی اور معاہدین غیر مسلموں کا مال و اسباب لوٹنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا کیونکہ مال کے ہتھیائے جانے اور چوری ہو جانے سے آدمی کی معیشت بری طرح متاثر ہو جاتی ہے اور وہ تقریباً دیوالیہ ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس معاشی بدحالی سے غیر مسلموں کو بھی محفوظ رکھنے کا مناسب بندوبست فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اہل نجران کے ساتھ جو معاہدہ کیا اس میں بھی عیسائیوں کے جان مال وغیرہ کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے فرمایا:

"نجران اور اس کے ماتحت لوگوں کو اپنے اموال، جانوں، زمینوں اور مذہب کے سلسلہ میں حاضر اور غیر حاضر افراد کو ان کے اہل خاندان کو، عبادت گاہوں کو تھوڑی یا زیادہ جو چیزیں بھی ان کے قبضے میں ہیں سب کے سلسلے میں اللہ کی نگہبانی اور اللہ کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری حاصل ہوگی"۔[21]

اسی طرح ایک انصاری نے روایت کیا کہ:

> "ہم کسی مہم پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو راستے میں لوگوں کو کھانے پینے کی اشیاء کے حوالے نہایت تنگی، دقت اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ اتفاقاً انہیں کچھ بکریوں کا ایک ریوڑ نظر آیا تو انہیں بلا اجازت پکڑ لیا (اور ذبح کر کے پکانا شروع کر دیا)۔ ہماری ہانڈیوں میں ابال آ ہی رہا تھا کہ خبر ملنے پر حضور ﷺ کمان سے ٹیک لگاتے ہوئے تشریف لائے اور اپنی کمان سے ہماری ہانڈیوں کو الٹنا اور گرا کر

[21]۔ ابو یوسف، امام، کتاب الخراج، اردو ترجمہ از مولانا نیاز احمد اوکاڑوی، (لاہور، مکتبہ رحمانیہ)، ص210

گوشت کو مٹی میں ملانا شروع کر دیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ لوٹ کا مال مردار گوشت سے زیادہ حلال نہیں ہے (یعنی حرام ہے) [22]۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کے غزوہ میں شریک ہوئے تھے۔ یہود شکایت لے کر آئے کہ لوگ یعنی مجاہدین اسلام جلدی سے ان کے جانوروں کے باڑوں میں گھس گئے ہیں۔ تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" أَلَا لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهَدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا"[23]

(یعنی خبردار! معاہدین (غیر مسلم) شہریوں کے اموال میں سے ناحق کچھ بھی لینا حلال نہیں ہے۔

طبرانی کی ایک روایت میں آپ ﷺ نے معاہدین کے اموال کو حرام قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

" أَلَا وَإِنِّي أُحَرِّمُ عَلَيْكُمْ أَمْوَالَ الْمُعَاهَدِينَ"[24]

(یعنی خبردار! میں تم پر غیر مسلم شہریوں کے مالوں پر ناحق قبضہ کرنا حرام قرار دیتا ہوں)۔ ایسی روایات سے ہی فقہاء کرام نے یہ استنباط کیا ہے کہ کسی غیر مسلم شہری کا مال چرانے پر مسلمان پر حد لگائی جائے گی۔

چنانچہ علامہ ابن رشد مالکیؒ لکھتے ہیں :

"اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم شہری کا مال چرائے تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا"[25]۔

ان روایات سے اسلام کے بین المذاہب معاشی تعلقات کی ترجیحات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

اسی طرح کسی بھی معیشت کے بنیادی ستون وہاں کے تُجّار ہوتے ہیں ۔ ان کی اس معاشی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر آپ ﷺ کے اصحاب دشمنوں کے تاجروں کو غزوات میں بھی قتل نہیں کیا کرتے تھے اور صاف ظاہر ہے کہ وہ ایسا رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ہی کیا کرتے ہوں گے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

[22] ۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی سنن ابی داؤد کتاب الجہاد، باب فی النہی عن النہبی، (بیروت، مکتبة العصریه صیداً) رقم الحدیث 2705

[23] ۔ ابو داؤد،سنن ابی داؤد،کتاب الاطعمة، باب النہی عن اکل السباعرقم الحدیث 3806

[24] ۔ سلیمان بن احمد، الطبرانی، المعجم الکبیر،(القاہرہ:مکتبہ ابن تیمیه) رقم الحدیث 3828

[25] ۔ابن رشد، المالکی، بدایة المجتهد، 2: 299

"كَانُوا لَا يَقْتُلُونَ تُجَّارَ الْمُشْرِكِينَ" [26]

(یعنی وہ مشرکین کے تاجروں کو قتل نہیں کیا کرتے تھے)۔

اسی طرح کسان کسی معیشت میں اہم کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوران جنگ بھی کسانوں کو قتل کرنے کی ممانعت کی۔ چنانچہ حضرت زید بن وہبؓ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا جس میں انہوں نے دیگر چند ہدایات کے ساتھ یہ بھی فرمایا: " وَاتَّقُوا اللَّهَ فِي الْفَلَّاحِينَ"[27] (یعنی کسانوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، یعنی انہیں قتل نہ کرو، الا یہ کہ وہ جنگ میں حصہ لیں)۔

6۔ غیر مسلموں سے لگان اور خراج کی وصولی میں انصاف

اسلامی تعلیمات میں جن غیر مسلموں سے خراج لیا جاتا تھا اول تو ان کے حیثیت کا تعین اس طرح کیا کہ ان کی عزت نفس اور وقار قائم رہے۔ چنانچہ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی لکھتے ہیں:

"اسلام کے معاشی نظام میں مسلم اور غیر مسلم کے فرق کے بغیر خراج (مالگذاری) میں بھی خلیفہ کے ہر وقت یہ پیش نظر ہے کہ مفتوح ہو جانے کے باوجود صاحب زمین یا کاشتکار حکومت کے محکوم یا غلام نہیں ہیں بلکہ صرف کاشتکار یا مالگذار زمیندار ہیں"[28]

دوسری بات یہ کہ غیر مسلموں سے ایسی کوئی وصولی نہیں کی جاتی جو مسلمانوں پر کسی خاص شرح سے بطور عبادت عائد یا واجب ہو جیسا کہ زکوٰۃ، عشر، وغیرہ بلکہ ان سے کی جانے والی وصولی کی شرح اور حد مقرر نہیں کی گئی اور ان کی مالی حالت کو ملحوظ رکھ کر ان سے وصولی کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

"غیر مسلموں کے اموال سے جزیہ وصول کیا جاتا ہے اور اور ان کی زمینوں سے خراج۔ اور ان دونوں کی حیثیت خالصۃً ٹیکس کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کوئی شرح بھی معین نہیں ان کا تعین حکومت وقت کی صوابدید پر ہے۔ اور اسی طرح ان سے حاصل شدہ رقم کے صرف پر بھی کوئی پابندی نہیں"[29]

---

[26]۔ ابوبکر ابن ابی شیبة، عبد الله بن محمد، الكتاب المصنف فى الاحاديث والآثار،كتاب السير، باب من ينهى عن قتله فى دار الحرب (الرياض: مكتبة الرشد، 1409ھ) رقم الحديث 33130

[27]۔ ایضاً رقم الحديث 33120

[28]۔ مولانا حفظ الرحمٰن، سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، تسہیل ڈاکٹر نور محمد غفاری، (کراچی، شیخ الہند اکیڈمی)، 345

اسی طرح زمینوں کے سالانہ لگان میں تخفیف بھی ایک اہم اسلامی کارنامہ ہے جو کہ نبی پاک ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں نافذ کیا گیا۔ اسلام کے معاشی نظام میں کفر و اسلام کی تفریق کے بغیر یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اکثر حالات میں "کاشتکار" کی مصالح کو زمیندار یا حکومت کی مصالح پر مقدم رکھا جائے اور عشر کے علاوہ جو کہ پیداوار کی منصوص زکوٰۃ ہے ہر قسم کے لگان اور مالگزاری میں کاشتکار کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے تخفیف لگان کو اسوہ بنایا جائے۔ اور یہ تو کسی حال میں بھی جائز نہیں سمجھا گیا کہ لگان یا مالگزاری کی شرح زمین کی حیثیت سے بڑھ کر مقرر کر دی جائے اور ایسا کرنے کو وہ ظلم وعدوان سمجھتا ہے[30]۔

اس سلسلے میں نبی پاک ﷺ کی سیرت سے حاصل ہونے والی مشہور مثال خیبر کی فتح کے بعد وہاں کے یہودیوں کے ساتھ مخابرہ کا معاملہ کر کے ان کی زمینوں کو ان ہی کی ملکیت میں چھوڑ دینا ہے اور بعد ازاں آپ ﷺ نے جب پیداوار کے وقت حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو وصولی کے لیے بھیجا تو انہوں نے آپ ﷺ کی ہدایات کی روشنی میں یہود سے واضح الفاظ میں یہ فرمایا:

> "مجھے نبی اکرم ﷺ نے اس لیے نہیں بھیجا کہ میں تمہارے مال (پیداوار) کو ناحق ہضم کر جاؤں بلکہ اس لیے بھیجا ہے کہ تمہارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ کے مطابق پیداوار کو تقسیم کروں۔ جب انہوں نے کھیتوں اور پھلوں کا تخمینہ لگایا تو یہود کہنے لگے تم نے اندازہ میں ہم پر زیادتی کی ہے۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چاہو تو میں نصفا نصفی بانٹ دوں یا تم چاہو تو خود نصف نصف بانٹ لو اور جو حصہ چاہو تم لے لو اور جو چاہو ہمیں دے دو۔ اس پر یہود نے کہا کہ یہی وہ عدل و انصاف ہے جس کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں"[31]

لگان میں انصاف یا تخفیف مسلمانوں کے غیر مسلموں سے معاشی تعلقات کی نوعیتوں، بنیادوں اور استواری کو واضح کرتے ہیں اور آج کے دور میں بھی اگر بین المذاہب معاشی ہم آہنگی اور تعلقات میں استواری قائم ہو جائے تو عالمی استحصالی رجحانات کا خاتمہ ہو کر عدل و انصاف پر مبنی معیشت کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

---

[29]۔ ڈاکٹر اسرار احمد، اسلام کا معاشی نظام، (لاہور، مکتبہ خدام القرآن)، 72

[30]۔ مولانا حفظ الرحمٰن، سیوہاروی، نفس المصدر، 350

[31]۔ عبد الملک ابن ہشام، ، سیرت ابن ہشام، اردو ترجمہ سید یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی، (لاہور: ادارہ اسلامیات) 2: 243

8۔ غیر مسلموں کو مال غنیمت کی ادائیگی

مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کو جائز قرار دیا جو کہ جنگ کرنے کے بعد حاصل ہوتا تھا۔ معیشت کے اس پہلو سے غیر مسلموں کو محروم نہیں رکھا گیا اسی لیے اگر کوئی ذمی مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کرے تو اس کو بھی مسلمانوں کی طرح مال غنیمت میں سے حصہ دیا جائے گا۔ چنانچہ امام زہریؒ کی روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْهَمَ لِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ قَاتَلُوا مَعَهُ"[32]

(یعنی جن یہودیوں نے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ میں شرکت کی تھی، آپ ﷺ نے انہیں بھی مال غنیمت میں سے حصہ دیا تھا)۔

چونکہ بعض روایات میں باقاعدہ حصہ کی بجائے عطیہ دینے کا بھی ذکر ہے اسی لیے علامہ نوویؒ فرماتے ہی کہ اگر کوئی غیر مسلم ،امام کی اجازت سے جنگ میں شرکت کرے تو اسے بطور عطیہ کچھ دیا جائے گا باقاعدہ اس کا حصہ نہ ہو گا یہی امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام ابو حنیفہؒ اور جمہور کا مسلک ہے۔ امام زہریؒ اور امام اوزاعیؒ کہتے ہیں کہ ان کا بھی باقاعدہ حصہ نکالا جائے گا[33]۔

9۔ غیر مسلموں کے اسباب و اراضی کی ملکیت کے حقوق

اسلام اپنی آفاقیت اور وسعت کے پیش نظر جہاں مسلمانوں کو وسائل انتاج (پیداواری وسائل) کی ملکیت کو تسلیم کرتا اور اس کا تحفظ کرتا ہے وہاں وہ اپنے زیر سایہ زندگی بسر کرنے والے غیر مسلموں اور اہل ذمہ کے لیے بھی پیداواری وسائل کی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے۔ اسی لیے اہل ذمہ کے ساتھ معاشی تعلقات کی اسلامی تعلیمات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کئی صورتوں میں ان کی اراضی کی ملکیت ان کے اپنے تصرف میں ہی رکھی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلہ میں اپنے عمل سے مثالیں پیش فرمائیں اور امت کے لیے یہ اسوہ حسنہ چھوڑا تاکہ مستقبل میں انہی خطوط پر اہل الذمہ کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔

چنانچہ اسلام کے غلبہ اور قبضہ کے وقت اگر وہاں کے باشندے حاکم وقت سے ان شرائط پر صلح کر لیں کہ وہاں کی زمین ان کی اپنی ہی ملکیت رہے گی اور حاکم وقت اس شرط کو تسلیم بھی کر لے تو اس صورت میں اس علاقہ کی زمین ان اہل

[32]۔ امام الترمذی، سنن الترمذی،ابواب السیر، رقم الحدیث 1558

[33]۔ سید جلال الدین عمری، غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق،248

الذمہ ہی کی ملکیت شمار ہو گی۔ آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے کیے گئے کئی ایک معاہدات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے غیر مسلموں سے اس شرط پر صلح کی کہ زمین کی ملکیت اہل صلح کی رہے گی۔

جیسا کہ نبی پاک صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اہل بحرین سے اسی شرط پر صلح کی تھی کہ زمین ان ہی کی ملکیت رہے گی، تاہم وہ جب تک اپنے مذہب پر رہیں گے، جزیہ وخراج ادا کرتے رہیں گے اور ان میں سے جو اسلام قبول کرلے گا، اس سے خراج کی بجائے عشر وصول کیا جائے گا۔ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ اِسی پر عمل کیا کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بحرین کی وصولی کے لیے بھیجا تو:

"كُنْتُ آتِي الْحَائِطَ بَيْنَ الْإِخْوَةِ، فَيُسْلِمُ أَحَدُهُمْ، فَآخُذُ مِنَ الْمُسْلِمِ الْعُشْرَ، وَمِنَ الْآخَرِ الْخَرَاجَ"[34]

(یعنی جب میں کسی ایسے باغ کی وصولی کے لیے آتا جو بھائیوں کے درمیان مشترک ہوتا اور ان میں ایک مسلمان ہو جاتا تو میں مسلمان سے عشر اور دوسرے سے خراج وصول کرتا تھا)۔

یہ اسی صورت میں ہو سکتا تھا جب ملکیت ان کی اپنی ہی باقی تھی۔ اسی طرح رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے وادی القریٰ کے یہود سے بھی ایک ایسا ہی معاہدہ کیا تھا۔ چنانچہ بیہقی کی روایت کے الفاظ یوں منقول ہیں:

"وَتَرَكَ الْأَرْضَ وَالنَّخْلَ بِأَيْدِي يَهُودَ وَعَامَلَهُمْ عَلَيْهَا"[35]

(یعنی وہاں کی زمین اور کھجوریں یہودیوں ہی کی ملکیت میں رہنے دیں اور ان کو ان پر کام کرنے کی اجازت عطا فرمائی)۔

آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اس طرح کے معاہدات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صلح کے وقت اگر حاکم وقت اس شرط کو تسلیم کرلے کہ زمین کی ملکیت بدستور غیر مسلم کے پاس رہے گی تو یہ اہل الذمہ کی ملکیت ہی کہلائے گی اور اس پر اہل الذمہ کئی جملہ احکام نافذ العمل ہوں گے۔

اس کے علاوہ ایسی اشیاء جو مسلمانوں کے لیے بوجہ حرمت یا کسی اور وجہ سے حرمت کے دائرے میں آتی ہیں اور وہ ان کو اپنی ملکیت میں نہیں رکھ سکتے لیکن اہل الذمہ ان اشیاء کے اسلام کے نزدیک حرام ہونے کے باوجود بھی مالک ہو سکتے ہیں

---

[34]۔ امام ابن حنبل، مسند احمد، رقم الحدیث 20527

[35]۔ امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی ،السنن الکبریٰ، کتاب الجزیہ، باب ما جاء فی ارض الحجاز و جزیرۃ العرب(بیروت:دار الکتب العلمیہ ۔2003ء)، رقم الحدیث18760

اور ان کا آپس میں کاروبار بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے مال و اسباب میں ملکیت کے تحفظ کے لیے اہل الذمہ کے مال کو چوری کرنے والے مسلمان کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دینا اسلام کے عدل و انصاف کا ایک عظیم مظہر ہے اس کی تفصیل سابقہ بحث میں تفصیلاً بیان کی جاچکی ہے۔

الغرض اسلامی تعلیمات میں بین المذاہب معاشی تعلقات کو خصوصیت کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں عملی اقدامات کیے اور اپنے فرامین و اسوہ حسنہ سے انسانیت کو ایک ایسا نادر نمونہ فراہم کیا جس کی روشنی میں آج کی جدید دنیا بین المذاہب تعلقات کو پُر امن بقاء باہمی اور معاشی انصاف کے اُصول پر کامیابی کے ساتھ استوار کر سکتی ہے۔

خلاصہ اور نتائج بحث

اس بحث کا خلاصہ اور اس سے حاصل ہونے والے نتائج کو ذیل میں چند نکات کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے۔

1. اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی دین ہونے کی وجہ سے تمام بنی نوع انسان کو انسانی بنیادوں پر اہمیت دیتے ہوئے ان کے حقوق کا تعین کرتا ہے۔ مذاہب کا اختلاف اور تنوع، سوائے چند ناگزیر پہلوؤں کے، اسلام کے رویے اور ادائیگی حقوق میں کسی تفریق کا سبب نہیں بنتا۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات اور سیرت النبی ﷺ میں بین المذاہب تعلقات اور حقوق کو بالتفصیل بیان اور واضح کیا گیا ہے۔ بین المذاہب تعلقات میں سے ایک پہلو اُن کے مابین معاشی تعلقات کا بھی ہے۔ نبی پاک ﷺ کی سیرت سے اس کے بارے میں کثیر مثالیں اور تعلیمات میسر آتی ہیں۔
2. اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ تجارت، کاروبار اور لین دین کی چند تحدیدات کے ساتھ مکمل اجازت دی ہے اور یہ سب نبی پاک ﷺ کی سیرت طیبہ سے ثابت ہے اور اس کی امثلہ موجود ہیں۔
3. اسلامی تعلیمات میں ذمیوں کے کاروباری حقوق و فرائض کا تعین اور تحفظ کیا گیا اور انہیں کچھ اعتبارات میں تو مسلمانوں سے بڑھ کر معاشی حقوق عطا کیے گئے جیسا کہ شراب اور خنزیر کی ملکیت اور آپس میں کاروبار وغیرہ۔
4. غیر مسلموں سے تحائف اور قرضوں کا لین دین جائز قرار دیا گیا اور آپ ﷺ نے اپنے عمل سے اس کی مثالیں مہیا فرمائیں۔
5. غیر مسلموں کے بازاروں اور مارکیٹوں کے استعمال کا جواز سیرت طیبہ کی مثالوں سے واضح کیا گیا۔

6. ذمیوں کی مالی معاونت کی گئی ان پر صدقات خرچ کونے کی ترغیب دی گئی اور ان کو لڑائی میں مسلمانوں کے ساتھ معاونت کی صورت میں مال غنیمت میں سے حصہ دیا گیا۔
7. اسلام نے ذمیوں کے مال واسباب اور ذرائع معیشت کے تحفظ کے احکامات دیے اور ان کے مال کو ناجائز طور پر ہتھیانے اور چرانے کو ممنوع اور حرام قرار دیا۔
8. غیر مسلموں کے مال واسباب اور اراضی کی ملکیت کے حقوق کا تحفظ کیا اور اس سلسلے میں ٹھوس عملی اقدامات کیے۔
9. ان پر لگان اور خراج میں تخفیف کا پہلو غالب رکھا اور اس کی وصولی میں جبر واستحصال اور ظلم کی بجائے انصاف سے کام لیا گیا۔ تاکہ ان کی معیشت پر بے جا بوجھ نہ بنے اور سہولت کے ساتھ معاملات چلتے رہیں۔

الغرض اسلام نے بین المذاہب معاشی تعلقات کے جملہ پہلوؤں پر تفصیلی اور قابل عمل تعلیمات مہیا کیں۔ آپ ﷺ نے ان تعلقات کو استوار کرنے اور ان کے ذریعے انسانی بنیادوں پر ماحول کو سازگار رکھنے اور پر امن بقاء باہمی کے حصول کے لیے اپنے عمل اور فرامین سے شاندار مثالیں مہیا فرمائیں جو کہ آج کے جدید دور میں عالمی سطح پر ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے مشعل راہ اور عمدہ نمونہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین